

# شیخ عبد النبی گنگوہی کی دینی خدمات

ارشاد الحقے قدوسی

پروفیسر غلیق احمد نظامی نے اپنی کتاب تاریخ مشائخ چشت کے صفحہ ۲۲۳ پر ایک عام ۱۶ ماہز میں لکھا ہے کہ :-

”شیخ عبدالقدوسؒ نے اصلاح و تربیت کی خاطر حکومت سے رابطہ پیدا کیا تھا لیکن اُن کی اولاد نے حُب جاہ و زر کی خاطر شانِ مغلیہ کے آستانوں پر اپنی جبینوں کو جھکا دیا۔ شیخ عبدالنبی کے حالات عہد اکبری کی تاریخوں میں تفصیل سے درج ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ حُب جاہ و زر نے اُن کے دینی جذبے کو بالکل ختم کر دیا تھا اور وہ مشائخ کے اصولوں کا قطعی احترام نہ کرتے تھے :-

اپنے اس دعویٰ کے ثبوت میں پروفیسر صاحب موصوف نے ملا عبدالقادر بدایونی کی تالیف منتخب التواریخ اور مولانا ابوالکلام آزاد کی کتاب ”مذکرہ کا حوالہ دیا ہے۔ جہاں تک ملا عبدالقادر کی تالیف منتخب التواریخ کا تعلق ہے اس ضمن میں یہ عرض کر دینا ضروری ہے کہ ملا عبدالقادر مدد باکبر کے ان علماء میں شامل تھے جو مروج پرست تھے اور زمانے کی ہوا کے ساتھ چل رہے تھے۔

منتخب التواریخ کے حوالے سے شیخ عبدالنبی کی شخصیت پر روشنی ڈالنا اس لئے یک طرفہ ہو گا کہ ملا عبدالقادر بدایونی کو اکبر کے دربار میں اس وقت تقرب حاصل ہوا جب کہ شیخ عبدالنبی دین الہی کی مخالفت کی وجہ سے معتوب ہو گئے تھے۔ ورنہ عروج کے زمانہ میں شیخ عبدالنبی گنگوہی کا تعارف ملا عبدالقادر بدایونی نے اپنی کتاب منتخب التواریخ کی تیسری جلد کے صفحہ ۷۹، ۸۰ پر ان الفاظ میں کرایا تھا :-

”شیخ عبدالنبی ولد شیخ احمد بن شیخ عبدالقدوس گنگوہی چند مرتبہ درمکہ معظمہ و مدینہ طیبہ

رفتہ علم حدیث و نحو اور، بعد ازاں کہ باز گشتہ آمد۔ از روش آبار و اجاد کرام سماع و  
 غنا منکر لہر و بردش محمدین سلوک می نمود۔ و بتقوی و طہارت و نزاہت و عبادت ظاہری  
 اشتغال داشت و چون بمنصب صدارت رسید جہاں جہاں زمین مدد معاش و وظائف و  
 اوقاف بمخالف بخشید۔ چنانچہ در زمان بیچ بادشاہے اس چنین صدرے باستقلال نگشتہ  
 و عشر عشر ایں اوقاف کہ اُد دادہ ندادہ بادشاہ یا نسبت اوجاں اعتقاد پیدا شد کہ کفش  
 پیش پائے اومی نہادند۔ آخر بجهت مخالفت محمدوم الملک و سائر علمائے ہدینس۔

جا بلائند ہمس جاہ طلب  
 خویش را چوں ملایا کردہ لقب

آن نسبت معکوس شد۔

ملا عبدالقادر بدایونی نے منتخب التواریخ میں شیخ عبدالنبی پر جو الزام لگایا ہے وہ یہ ہے کہ  
 مسجد کے اماموں کو جاگیریں صدر الصدور کے دستخط سے ملتی تھیں۔ نیز یہ کہ شیخ کے متوسلین رشوت  
 لیتے تھے۔

جہاں تک شیخ عبدالنبی کے صدر الصدور کی حیثیت سے مسجد کے اماموں کو جاگیریں عطا کرنے  
 کا تعلق ہے اس سلسلے میں اخبار الانبیاء کے مصنف شیخ عبدالقادر محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے  
 کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ کمزوری ہے، لیکن یہ کمزوری ایسی نہیں کہ اُن کی تمام خوبیوں کو نظر انداز  
 کر کے انہیں ہدف ملامت بنایا جائے۔ یہ کمزوری تو اُس دور کے تمام علماء اور شیوخ میں پائی  
 جاتی تھی۔ بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ اس داغ سے خود ملا عبدالقادر بدایونی کا دامن بھی محفوظ نہیں۔  
 پھر بحیثیت صدر الصدور مسجد کے پیش اماموں کے گزارے کے لئے اگر شیخ عبدالنبی نے اپنے دستخط  
 سے جاگیریں عطا کیں تو اس میں برائی کا کون سا پہلو ہے، ظاہر ہے اوقاف سے مساجد میں کام  
 کرنے والوں کے لئے نغز اہیں مقرر کرنا یا اُن کی معاشی خوشحالی کے لئے انہیں جاگیریں عطا کرنا کون  
 سا گناہ ہے۔ دوسرا الزام کہ شیخ کے متوسلین رشوت لیتے تھے تو یہ الزام شیخ پر نہیں ہے بلکہ اُن  
 کے متوسلین پر ہے، جس سے شیخ کی شخصیت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ دوسرا شیخ عبدالنبی لنگوی اپنے  
 مہر کے اُن متوسلین تک محدود تھا جنہوں نے دنیا داری کا خیال کئے بغیر پیش روینی

خدمات کو اپنی زندگی کا اہم ترین فریضہ سمجھا۔ اور یہی وجہ ہے کہ انہوں نے دوسرے علماء کی طرح کبھی باکر کے دیوانہ کو تسلیم نہیں کیا۔ اور یہ تاریخی حقیقت ان کی عظمت کی وہ دلیل ہے جس کی تردید ممکن نہیں۔ ملا عبدالقادر بدایونی تو ابن الوقت تھے۔ جب تک شیخ عبدالنبی گنگوہی صدر الصدور کے عہدہ پر فائز رہے، ان کی تعریف و توصیف کرتے رہے اور جو بھی وہ معسوب و معزول ہوئے انہوں نے شیخ پر حسن طعن شروع کر دی اور ان کی شان میں ہجو یہ اشعار کہنے لگے۔

گر چہ الشیخ کالنبی گفتند

کالنبی نیست، شیخ ماکنبی است

کنبی نادری میں بھنگ فروش کو کہتے ہیں۔ ملا عبدالقادر نے اکبر بادشاہ اور اس کے حواریوں کو

خوش کرنے کے لئے شیخ کی تاریخ و ذات ان الفاظ میں کہی۔

شیخ کنبی واصل بحق شد

یعنی بھنگ کا شیخ واصل بحق ہوا۔ واصل بحق کو بھی انہوں نے ذومعنی انلاذ میں استعمال

کیا ہے۔ یعنی شیخ عبدالنبی کا دہری عبرت ناک انجام ہوا جس کے وہ حق دار تھے۔

مذکورہ علماء ہند مولف مولوی رحمان مرحوم و مرتبہ و مترجمہ محمد ایوب قادری صاحب جسے پاکستان

ہسٹار نیل سوسائٹی کراچی نے ۱۹۶۱ء میں شائع کیا، کے صفحہ ۳۲۵ پر شیخ عبدالنبی گنگوہی کے حالات

زندگی کے ضمن میں مذکور ہے کہ اکبر بادشاہ نے آپ کی غیر معمولی علمی صلاحیتوں اور تدبیر سے متاثر

ہو کر ۹۷۲ھ بمطابق ۱۵۶۳ء صدر الصدور کے منصب جلیل پر فائز کیا۔ بادشاہ ان کے علمی تدبیر

کا اس قدر متفقہ تھا کہ ان کی جوتیاں سیدھی کرتا تھا۔ آخر محمد المک ملا عبداللہ سلطان پوری

۱۔ ہنرم تیموریہ مرتبہ سید صباح الدین عبدالرحمن، مطبوعہ مطبع معارف اعظم گڑھ کے صفحہ ۹۲ پر

عبداللہ سلطان پوری کے حالات زندگی کے بارے میں مذکور ہے کہ وہ سلطان پور مضائقہ

لاہور کے رہنے والے تھے۔ اپنے عہد کے جید علماء میں سے تھے۔ عربی، اصول فقہ، تاریخ اور

علوم منقولات میں اعلیٰ دست گاہ رکھتے تھے۔ ان کی تصانیف میں عصمتہ انبیاء شرح شامل

النبی صلعم اور شرح ملا مشہور تھیں۔ شیر شاہ نے ان کو عہدہ اسلام کا خطاب بخشا تھا۔

دہلی ماضیہ ص ۱۰۰

اور دوسرے علماء کے قضیہ سے معاملہ اٹھا ہو گیا۔ اور انہیں ۱۵۸۹ء میں صدارت کے عہدے سے معزول کر دیا گیا۔

بہر حال جب تک اکبر بادشاہ شیخ عبدالنبی کے زیر اثر رہا، بنام تیموریہ کے مؤلف کے بیان کے مطابق ان کے فیضی صحبت سے اکبر کی مذہبی دانشمندی کا یہ عالم تھا کہ مسجد میں خود اذان دیتا اور ثواب کی خاطر مسجد میں جھاڑ بھی دیا کرتا تھا۔ ایک دفعہ ساگرہ کی تقریب میں زعفران کا رنگ چھڑکا شیخ عبدالنبی نے دیکھا تو اس قدر برہم ہوئے کہ سردار باری اٹھا کر ماری، اکبر کو ناگوار ہوا۔ محل میں جا کر ماں سے شکایت کی کہ شیخ خلوت میں منع کرتے تو کوئی حرج نہ تھا۔ دربار میں ذلیل کرنا مناسب نہ تھا۔ ماں نے کہا بیٹا دل پر میل نہ لانا۔ یہ سجاتِ اُخروی کا باعث ہے۔ قیامت تک چرچا رہے گا کہ ایک مفلوک الحال ملّا نے بادشاہ کے ساتھ یہ حرکت کی۔ اور سعادت مند بادشاہ نے اس کو برداشت کیا۔ اس واقعہ سے شیخ عبدالنبی کی عظمت اور دینی مرتبہ ظاہر ہے۔

شیخ محمد اکرام نے اپنی کتاب رود کوثر میں مخدوم الملک کے حالاتِ زندگی کے بارے میں صفحہ ۹۴ پر لکھا ہے:-

”مخدوم الملک نے اپنا اختیار و اقتدار ان دو کاموں کے لئے استعمال کیا۔ ایک تو کسبِ زر کے لئے اور دوسرے فسادِ مملکت کا خطرہ دکھا کے ہر اُس عالم اور درویش کو اذیت

(باقہ حاشیہ) نے اپنے ساتھ تخت پر بٹھا کر ان کی خدمت میں بیس ہزار روپے کی مراد پد کی قسبِ پیش کی تھی۔ ہمایوں نے از ماو تمددانی ان کو مخدوم الملک اور شیخ الاسلام کے القاب عطا کئے، وہ اہل سنت والجماعت میں سے تھے۔ اور بہر حال میں شریعت کی پابندی کا خیال رکھتے تھے۔ اکبر کے زمانے میں شاہی دربار خانہ کے وکیل تھے۔ ۹۹۰ھ میں انتقال فرمایا۔ اکبر کی حمایت میں جو محض نامہ ترتیب دیا گیا تھا اُس پر طوعاً و کرہاً انہوں نے بھی دستخط کئے تھے لیکن محض نامے کی مددین کے بعد ان کے اور اکبر کے تعلقات اچھے نہیں رہے تھے۔

۱۔ مآثر الامارہ جلد دوم۔ منتخب التواریخ جلد دوم، اور تذکرہ علماء نے بند صفحہ ۱۳۴ میں اس واقعہ

کا ذکر ہے۔

پہنچانے کے لئے جو اُن سے کسی مسئلہ میں اختلاف رکھتا تھا۔ جمع احوال کا یہ عالم تھا کہ جب وہ مرے تو تین کروڑ روپے نقد اُن کے گھر سے نکلے۔ اور اُن کے گورخانے میں چند صندوق ملے جن میں سونے کی ایتھیں چُپی ہوئی تھیں، جو مُردوں کے بہانے دفن کئے گئے تھے۔ ان کی طبیعت کا رنگ ظاہر پرستی کا تھا۔ وہ شرعی حیلوں سے شایعہ کا اصل مقصد ضائع کر دیتے تھے۔ زکوٰۃ اور حج جیسے ارکانِ مذہبی کی نسبت اُن کا عمل یہ تھا کہ سال کے اخیر میں تمام مال بیوی کے نام ہبہ کر دیتے تھے۔ اور وہ نیک بخت سال کے دوران پھر انہیں واپس کر دیتی تاکہ اس حیلہ شرعی سے زکوٰۃ سے بچ جائیں۔ اسی طرح جب حج کے متعلق اُن سے کوئی پوچھتا کہ ”بر شجاج فرض شدہ“ تو جواب دیتے، ”نہ“۔ وجہ یہ بتاتے کہ خشکی سے جائیں تو رافضیوں کے ملک سے گزرنا پڑتا ہے، ترمی کی راہ سفر کریں تو فرنگیوں سے عہد و پیمان کرنا پڑتا ہے۔ اور اس خیال کی تائید میں سو سے زیادہ روایتیں نکال رکھی تھیں۔“

(گلزارِ ابرار)

انہوں نے بعض نیک لوگوں پر مہدویت کا الزام لگا کر سخت اذیتیں پہنچائیں شیخِ علائی کو جن کی نیکی حق پرستی اور علم و فضل کے سب مؤرخ گواہ ہیں کوڑوں سے اس طرح پٹوایا کہ وہ شہید ہو گئے۔ بعض علماء کی تصنیفات پر ذاتی عناد کی بنیاد پر کہہ دیتے کہ ”ازوے بوئے رفس می آید۔“

مآثر الامرار میں ان کے متعلق لکھا ہے:-

”چوں ملاد اعصبت (کہ آنرا حمیت دین نامند) بیشتر بود۔ در پرودہ دینداری استیفاءت  
توتِ عصبی بر وجہ اتم می نمود۔“

شیخ عبدالنبی اُن سے عمر میں کم تھے۔ اور اکبر بادشاہ اُن کا معتقد ہو گیا تھا۔ اس لئے محمد علی الملک نے عبادت خانے کے مباحثوں میں اُن پر نکتہ چینی شروع کر دی۔ اور شیخ عبدالنبی کے خلاف ایک رسالہ لکھا جس میں اس قسم کی باتیں تھیں کہ شیخ عبدالنبی نے خضر خان شروانی کو پیغمبرِ مسلم کو بُرا کہنے کی تہمت لگا کر اور میر جیش کو رفس کے الزام میں ماتم مروا ڈالا۔ اور اپنے والد سے حرمتِ سماع کے متعلق ان کا اختلاف تھا۔ اور ان کے والد نے انہیں عاق کر دیا تھا۔

مخدوم الملک نے شیخ عبدالنبی کی بڑھتی ہوئی مقبولیت اور علمی حدیث سے جل کر ایک فتویٰ جاری کیا کہ شیخ کے پچھے نماز جائز نہیں، کیونکہ اُسے باپ نے عاق کر دیا ہے، اور اُسے خونِ بولاسیر بھی ہے، غرض مخدوم الملک کی اس الزام تراشی اور بے بنیاد اتہامات کی وجہ سے شیخ عبدالنبی کا مرتبہ اکبر کی نظر میں کم ہوتا گیا۔

حقیقت حال یہ ہے کہ شیخ عبدالنبی ایک دیانت دار متقی عالم دین تھے۔ دینی خدمات کے سلسلے میں وہ سیاسی مصالح سے کسی قسم کا سمجھوتہ کرنے کے لئے کبھی تیار نہ ہوئے۔ مخدوم الملک کی مخالفت اور ان کے ہمراہی علماء کی مشترکہ کوششیں ایک طرف تھیں تو دوسری طرف شیخ عبدالنبی کا بے داغ کردار اور دینی خدمات کے سلسلے میں بے باک رویہ بھی اُن کے زوال کا بڑی حد تک ذمہ دار ہے۔ شہنشاہ اکبر علماء کی باہمی چپقلش کی وجہ سے دین سے بددل ہوتا جا رہا تھا۔ اسی زمانے میں اکبر کے دربار میں ایک اور شخص پہنچ گیا، یہ فیضی اور ابوالفضل کا باپ شیخ مبارک تھا۔ یہ وہی شخص تھا جس کے خلاف شیخ عبدالنبی اور مخدوم الملک نے اپنے عروج کے زمانے میں اکبر کو یہ کہہ کر بھڑکایا تھا کہ وہ اہل بدعت میں سے ہے اور مہدوی خیالات کا پیرو ہونے کی وجہ سے لوگوں کو گمراہ اور بددین کر رہا ہے۔ چنانچہ صدر الصدور شیخ عبدالنبی کی ہدایت پر اُس کی گرفتاری کے احکام جاری ہوئے۔ لیکن شیخ مبارک کو تپا چل گیا اور وہ مدتوں مختلف شہروں کی خاک چھانتا پھرا، ایک طویل عرصہ کے بعد جب شیخ عبدالنبی اور مخدوم الملک کے باہمی تنازعات کی وجہ سے اکبر علماء سے بدظن ہو گیا، اور اس کے دینی خیالات متزلزل ہونے لگے تو مرزا عزیز کو کہ جو شمس الدین محمد خان اعظم کا بیٹا اور اکبر کا رضاعی بھائی اور اس کا بچپن کا دوست تھا اور اپنے کارنامے نمایاں کی وجہ سے دربار میں بھی اُسے تقرب حاصل تھا، کی سفارش پر شیخ مبارک کو اپنے وطن واپس آنے کی اجازت مل گئی۔ چنانچہ اُس نے بھی اکبر کو شیخ عبدالنبی کے خلاف بھڑکایا۔ اس کے علاوہ اسی زمانے میں ایک اور واقعہ پیش آیا۔ متھرا میں قاضی عبدالرحیم نے ایک مسجد تعمیر کرانے کے لئے کچھ سامان جمع کیا۔ ایک مالدار برہمن نے اُس سامان پر زبردستی قبضہ کر لیا، اور اس سامان سے ایک مندر تعمیر کرا دیا۔ قاضی صاحب نے جب اُس برہمن کو ایسا کرنے سے روکا تو اُس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیں اور اسلام کے خلاف زہر اُٹلا۔ قاضی عبدالرحیم نے شیخ عبدالنبی سے شکایت کی۔ آپ نے

اُس برہمن کو طلب کیا۔ لیکن اس نے احکام کی پروا نہ کرتے ہوئے آنے سے انکار کر دیا، آخر کار دربار شاہی سے ابوالفضل اور میرلی کو روانہ کیا گیا، جب وہ دربار میں جا کر کیا گیا تو ابوالفضل نے کہا واقعی اس برہمن نے ختمی مرتبت کی شان میں گستاخی کی ہے۔ لیکن اسے کیا سزا دی جائے۔ علماء نے مختلف رائیں پیش کیں۔ بعض نے کہا چونکہ اس برہمن نے نبی صلعم کی شان میں گستاخی کی ہے اس لئے اس کی سزا موت ہے۔ بعض کا کہنا تھا کہ اُسے سزائے موت کے علاوہ کوئی اور سزا دی جاسکتی ہے۔ اس سلسلے میں بعض علماء نے سزائے موت کی تائید میں امام اعظم ابو حنیفہ کا یہ فتویٰ پیش کیا کہ اگر کوئی ذمی نبی اکرم صلعم کی توہین کرے تو اس سے عہد شکنی اور اہل ذمہ جائز ہے۔ شیخ عبدالنبی نے اکبر سے سزائے موت کے بارے میں آپ ہی بہتر فیصلہ کر سکتے ہیں مجھ سے کیا پوچھتے ہیں۔ غرض کہ ایک عرصہ تک اس مقدمہ کا فیصلہ نہ ہو سکا۔ اس دوران میں راجپوت راجوں نے شیخ عبدالنبی سے برہمن کی رہائی کی پُر زور سفارش کی۔ لیکن شیخ عبدالنبی نے شریعت کی متابعت میں درباری مصلحتوں کی پروا کئے بغیر برہمن کو قتل کی سزائے دی۔ اس واقعہ سے رانیاں بھی شیخ کے خلاف ہو گئیں اور انھوں نے اکبر کو شیخ کے خلاف یہ کہہ کر اور بھڑکایا کہ اب یہ مُلا اس قدر سر چڑھ گئے ہیں کہ آپ کی خوشی اور ناخوشی کی بھی پروا نہیں کرتے اور لوگوں کو آپ کے حکم کے بغیر ہی قتل کر دیتے ہیں۔

شیخ عبدالنبی کے خلاف اکبر کو بھڑکانے والوں میں شیخ مبارک اور اس کے دونوں بیٹے فیضی اور فضل آگے آگے تھے۔ فیضی اور ابوالفضل نے اپنے باپ کے علم و فضل کا سکھ اس طرح جھادیا تھا کہ اکبر شیخ مبارک کو علم و فضل میں شیخ عبدالنبی سے زیادہ سمجھنے لگا تھا۔ اس کے علاوہ وہ علماء کے بڑھے ہوئے اقتدار کو ختم کرنا چاہتا تھا۔ شیخ مبارک نے اکبر کو سمجھایا کہ بادشاہ عادل خود امام اور مجتہد وقت ہوتا ہے اور اُسے ملکی اور شرعی امور میں ملاؤں سے مشورے کی کوئی ضرورت نہیں چنانچہ شیخ مبارک نے بادشاہ کے مجتہد ہونے کے سلسلے میں ایک محضر تیار کیا۔ بادشاہ نے علماء کو اس محضر پر دستخط کرنے کے لئے طلب کیا۔ آخر علماء نے مجبوراً اس پر دستخط کئے۔ اس محضر پر میرلی لگانے والوں میں مخدوم الملک اور شیخ عبدالنبی کے علاوہ قاضی جلال الدین، قاضی خان بدخشی اور میرلی صدر جہاں تھے، جو اس عہد کے اکابر علماء میں شمار کئے جاتے تھے۔

عظیم الحدیث فخر الدین الحدادی نے اپنی کتاب غرہ الخواطر میں لکھا ہے کہ شیخ عبدالنبی اور  
 مخدوم الملک عبداللہ سلطان پوری کو محض ہر دستخط کرنے کے لئے طلب کیا گیا۔ جب وہ دونوں  
 دربار میں آئے تو انہیں مجلس میں سے کوئی شخص بھی ان کی تعظیم کے لئے کھڑا نہ ہوا۔ وہ دونوں اس  
 جگہ بیٹھ گئے، جہاں جوتے بڑے دھتے تھے۔ پھر ان دونوں نے باہر آ کر اس محضر پر دستخط کیے۔ اس  
 طرح شیخ مبارک نے اپنے حریفوں سے انتقام لیا اور اکبر کو دین الہی مانج کرنے کی طرف راغب کر  
 کے اسلام سے متنفر اور علمائے اسلام کے خلاف اکسایا۔ اس محضر کے بعد علماء کی اہمیت اور عظمت باطل  
 ختم ہو گئی۔ بعد میں ابو الفضل نے دین الہی کے فواید مرتب کئے۔ اب تو آہستہ آہستہ دربار اکبری  
 میں نص شرعی کی خلاف ورزی ہونے لگی۔ شیخ عبدالنبی نے اکبر کو راہ راست پر لانے کی کوشش کی۔  
 مگر اب وہ ان کے دشمن شیخ مبارک کے ہاتھ میں کٹھ پتلی بن چکا تھا۔ جو پور کے شیعہ قاضی القضاة  
 ملا محمد زیدی نے فتویٰ دیا کہ بادشاہ بے دین ہو گیا ہے۔ دوسری طرف معزالملک قاضی القضاة جلال نے  
 بھی اکبر کے خلاف آواز بلند کی۔ اور ان دونوں کو قتل کر دیا گیا۔

منتخب التواریخ میں شیخ عبدالنبی اور اکبر کے درمیان نزاع کے سلسلے میں لکھا ہے کہ اکبر نے  
 علماء سے سب سے پہلے یہ مسئلہ پوچھا تھا کہ کتنی آزاد عورتوں کو نکاح میں رکھنا جائز ہے، علماء نے  
 جواب دیا کہ چار سے فائدہ عورتوں کو بیک وقت نکاح میں رکھنا منع ہے۔ اکبر نے کہا ہم نے شیخ  
 عبدالنبی سے سنا ہے کہ ایک مجتہد کے نزدیک تو نو عورتوں سے نکاح کیا جاسکتا ہے۔ علماء نے  
 کہا۔ ہاں ایک مجتہد ابن ابی یسلی کا یہ رجحان ہے۔ مگر اس پر عمل درست نہ ہوگا۔ بادشاہ نے  
 شیخ عبدالنبی سے دریافت کیا تو آپ نے جواب دیا۔ میں نے جو کچھ کہا تھا اس سے ان اختلافات  
 کا ظاہر کرنا مقصود تھا۔ اس کے جواز میں میں نے فتویٰ نہیں دیا تھا۔ بادشاہ کو شیخ عبدالنبی کا یہ  
 جواب سخت ناگوار گزرا۔ اس کے علاوہ جزیہ کے سلسلے میں بھی شیخ عبدالنبی کی رائے اکبر کو ناپسند تھی۔  
 اکبر اپنی شاہی مہرینہ اللہ اکبر کندہ کرانا چاہتا تھا۔ شیخ نے منع کیا۔ اس پر بھی دو کھینچے خاطر تھا۔  
 شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اپنی کتاب اہل بیت میں شیخ عبدالنبی کے بارے میں لکھا ہے  
 کہ وہ جوانی میں ہی علوم مشنورہ کی تعلیم سے فارغ ہو کر مکہ معظمہ چلے گئے تھے اور وہاں کے  
 عظیم المرتبت علماء اور مقلد کی علمی صحبتوں سے فائدہ اٹھانے کے بعد وہ اپنے وطن لوٹ کر



انہوں نے پہلے قوالی کے جملہ میں ایک کتاب لکھی، اس کے بعد ایک رسالہ قوالی نہ سننے کے بارے میں پھر مرتب کیا۔ اگرچہ قوالی نہ سننے کے احکام کی کتاب لکھنے کے باعث ان کو بے انتہا تکلیفیں اٹھانا پڑیں، لیکن یہی کتاب ان کی مشہرت کا سبب بھی بنی۔ ان کی دینی بصیرت اور علمی فضیلت کے پیش نظر انہیں صدر الصدور کے بلند عہدہ پر فائز کیا گیا۔ زمانہ صدارت میں آپ کی شہر میں یہ الفاظ تھے "لا الہ الا انت سبحانک انک انت من الغالین" آپ نے وزیر اعلیٰ ہوتے ہوئے ظلم استبداد کو ختم کیا، اول اپنے فراموش کی ادائیگی میں نہایت دیانت داری کا ثبوت دیا جس کی وجہ سے دیگر علماء آپ سے حسد کرنے لگے۔ اکبر بادشاہ امور سلطنت میں آپ کے خوف سے بے راہ ڈبی اختیار نہیں کر سکتا تھا اس لئے ان کے خلاف فضا کے ہموار ہوتے ہی ان کو اور مخدوم الملک کو مکہ معظمہ بھجوا دیا۔

مخدوم الملک اور شیخ عبدالنبی گنگوہی کو اکبر کے حکم کے مطابق ۱۵۸۰ء میں حج کے لئے روانہ ہونا پڑا۔ اخبار الاخیار میں مذکور ہے کہ چونکہ دونوں میں شروع ہی سے مخالفت تھی، بظاہر دونوں سفر میں ایک دوسرے کے رفیق تھے، لیکن دونوں کے دل صاف نہ تھے۔ جب مشرقی اضلاع میں مخالفت کی آگ بھڑکنے لگی تو دونوں شاہی حکم کے بغیر ہی ہندوستان واپس آ گئے، لیکن جب یہ دونوں علماء ہندوستان واپس آئے تو اکبر اپنے مخالفوں کو تہ تیغ کرنے میں کامیاب ہو چکا تھا۔

اکبر نامہ میں بیان کیا گیا ہے کہ مخدوم الملک شاہی عتاب سے اس قدر خوف زدہ ہوئے کہ احمد آباد ہی میں مر گئے۔ لیکن شیخ عبدالنبی گنگوہی کو گرفتار کر کے ۱۵۸۲ء میں فتح پور سیکری لایا گیا اور شاہی حکم کے مطابق وزیر خزانہ راجہ ٹوڈرمل کو اس بات پر مقرر کیا گیا کہ وہ شیخ عبدالنبی سے اُن ستر ہزار روپیوں کا حساب لے جو اکبر نے انہیں حج بردارائی کے وقت صدقہ خیرات کے لئے دیئے تھے۔ اس عرصہ میں شیخ عبدالنبی گنگوہی کو بندی خانہ میں قیدی کی طرح رکھا گیا۔ زہتہ الخواطر اور آثار الامار کے مصنفین نے لکھا ہے کہ حساب لینے کے لئے اکبر نے ابو الفضل کو مقرر کیا تھا۔ عرب الاماثل کے مصنف مولانا عبدالغنی لکھنوی نے لکھا ہے کہ شیخ عبدالنبی نے اکبر کی ہدایت کے مطابق وہ تمام رقم جو انہیں دی گئی تھی مولانا شیخ الاسلام قاضی حسین کے قریبی

کے تمام مستحق لوگوں میں تقسیم کر دی تھی، اور جب وہ ماہ رجب ۹۸۶ء میں ہندوستان لوٹے تو اہل خیر میں سے تھے۔ (ترجمتہ الخواطر بحوالہ طرب الامثال)

اعمال الاخیار، منتخب التواریخ اور رد کوثر میں مذکور ہے کہ شیخ کی وفات سے قبل اہل کربلا نے بھرے دربار میں شیخ عبدالنبی کی امانت کی اور ان کے منہ پر دنگا مارا۔ شیخ نے فرمایا: "میں کتا کیوں مارتے ہو، پھری کیوں نہیں مارتے؟"

ایک عرصہ تک شیخ شامی قید خانے میں بند رہے۔ انہوں نے کلمۃ الحق کے اظہار میں کبھی رد و باہی اختیار نہ کی۔ اس دیانت، حق گوئی، جرأت اور بے باکی کی وجہ سے آخر ۹۹۱ء میں اس متقی اور حق گو عالم دین کو گلا گھونٹ کر شہید کر دیا گیا۔ اس طرح شیخ عبدالنبی گنگوہی نے حالات سے مصالحت کرنے کی بجائے حق و صداقت پر اپنی جان قربان کر کے علیٰ تدبیر کی جو روشن مثال قائم کی وہ ان کی شخصی عظمت اور ان کے بے ریا اور بے دماغ کردار کا ناقابل تردید ثبوت ہے۔ حق و صداقت کی سر بلندی کے سلسلے میں شیخ عبدالنبی نے ایک مخلص عالم دین کا جو کردار پیش کیا ہے اس پر جتنا بھی فخر کیا جائے کم ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ شیخ عبدالنبی کا گلا گھونٹنے کے بعد دوسرے دن دوپہر تک ان کی لاش ماروں کے میدان میں بے گور و کفن پڑی رہی۔ ۱۰

صاحب اخبار الاخیار نے شیخ عبدالنبی کے زوال کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھا ہے: "و بادشاہ وقت را باوئے اعتقاد عظیم پیدا شد و مردم بسبب آں در نظر اعتبارش بحدارت در آمدند باشراف و افاضل کثیر از مراتب ایشان سلوک بنمود و ہر کہ مزاج او راست شد بسیار قبول او تمام نیامد محروم ماند۔"

شیخ عبدالنبی عہد کبیر کے جلیل القدر اور عالی مرتبت علماء میں سے تھے۔ اور یہ بات بھی ہے کہ ہر شخص جو بات اس کے مزاج کے مطابق نہ ہو اسے ناپسند کرتا ہے۔ پھر شیخ عبدالنبی جیسے عظیم عالم دین سے اس بات کی توقع نہ تھا کہ وہ مصیبت و سخت وقت کے تقاضوں کے آگے مرجھا دیتے یا اپنے ہم عصر علماء

۱۰ شیخ عبدالنبی گنگوہی، میدان کی تعلیمات، ص ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴

کی بے پناہ مدد پر انہیں نہ لڑتے، عیث تھا اور نہ ہی ان کے نعل کی اصل وجہ ان کے مولا کو بے پاکی تھی۔ بلکہ اصل وجہ تو اکبر اور اس کے درباری علماء، روسا، اور ہردین اور بدینت مشیران کا یہ کہ وہ سلاطین عیسویں کے ذریعہ وہ اکبر کو بے دین بنا کر اپنا اتو سیدھا کرنا چاہتے تھے۔ شیخ عبدالنبی گنگوہی نے دین کی بے باک ترجمانی اور علم کی اشاعت میں بھٹائی بے جگری اور سخت جانفشانی سے کام لیا۔ ان کی تصنیف کردہ کتابوں میں مسیحا کی کتابوں کے نام بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔ ۱۔ دلائل النبویہ۔ اس کا قلمی نسخہ صوفی بشیر احمد صاحب تھوہی سجادہ نشین حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی (دکھن) کے پاس موجود ہے۔ اسی کتاب کا دوسرا قلمی نسخہ شکار پور سندھ کی علویہ و تبری میں موجود ہے۔ اس کتاب میں غمی مرتب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولات، آداب اور اولاد کے بارے میں ضروری معلومات فراہم کی گئی ہیں، اور یہ کتاب ۴۹ ابواب پر مشتمل ہے۔

۲۔ رسالہ فی رد طعن القفال المرزوی علی الامام ابی حنیفہ۔ اس کتاب کا قلمی نسخہ کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن آندرہ پرادیش بھارت میں موجود ہے۔ اس کتاب میں شیخ عبدالنبی گنگوہی نے قفال مرزوی کے اُن تمام اعتراضات کا جواب بڑے مدلل انداز میں دیا ہے جو قفال نے حنفی مکتب فقہ پر کئے ہیں۔

۳۔ رسالہ حرمت السماع۔ یہ رسالہ شیخ عبدالنبی گنگوہی نے سماع کی حرمت کے بارے میں اپنے والد شیخ احمد بن شیخ عبدالقدوس گنگوہی علیہ الرحمۃ کی اُس کتاب کی تردید میں لکھا تھا جو سماع کی تائید میں تھی۔

۴۔ سنن الحدیث فی متابعتہ المصطفیٰ۔ اس کتاب کا نسخہ مجلس علمی ٹاڈر کی لائبریری میں موجود ہے۔ اس میں ہدایت پر مبنی اُن آداب و مسائل حیات کے بارے میں لکھا ہے جن پر چلنے کی تاکید نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے۔

شیخ عبدالنبی کے تدبیر اور حق پرستی کے ان واقعات کی روشنی میں اور تذکرہ بالا چار اہم اور ولیح تصانیف کی موجودگی میں ان کے اپنے عہد کے علماء اور اہل علم نے والے تمام اُن بزرگوں کے اعتراضات کوئی اہمیت نہیں دیکھتے جو اُن پر مٹاؤ پرستوں اور سچے جاہ و نبر کے بے بنیاد الزامات تراشتے ہیں۔

شیخ عبدالنسی گنگوہی کی دینی خدمات کے سلسلے میں وظائف النبی کے تعلق نسخے کے ناقل شاہ عطاء حسین نے لکھا ہے کہ :-

”شیخ عبدالنسی نے گنگوہ میں ایک شاندار مسجد تعمیر کرائی تھی۔ اُس کے مینار اتنے بلند تھے کہ اُن پر سے دریا نے جناحان نظر آتا تھا، اس کے علاوہ قصبہ گنگوہ کے محلہ سرانے میں بڑھا باغ کے پاس ایک حویلی بھی تعمیر کرائی تھی۔“

فٹ نوٹھی مذکورہ علمائے ہند مطبوعہ ہئاریکل سوسائٹی کراچی کے صفحہ ۳۲۶ میں مذکور ہے کہ دہلی میں بھی شیخ عبدالنسی کی تعمیر کرائی ہوئی ایک مسجد مسجد شیخ عبدالنسی ”موجود ہے جس پر فیضی کا یہ قطعہ کتبہ کی صورت میں نصب ہے :-

فی زمان خلیفۃ الاکبر  
ابد اللہ ذاتہ النفا ع  
قد بنی بقعة مقدسة  
مشغلا لا یكون فی الاقطاع

اکبر کے عہد حکومت میں، اللہ اس کی  
فائدہ بخش ذات کو دوام عطا کرے۔  
تحقیق بنایا ایک مقدس بقعہ جس کی اطراف  
میں مثال نہیں۔

شیخ الاسلام جو حرمین کے ڈائر تھے اور بالاجماع  
وہ شیخ اہل حدیث تھے۔

شیخ الاسلام زائر الحرمین  
شیخ اہل الحدیث بالاجماع  
شیخ عبدالنسی نعمانی  
معدن العلم منبع الانفا ع  
سال تاریخ این بنا فیضی  
سال العقل قال خیر بقاع

ان کا نام شیخ عبدالنسی تھا جو نعمان بن ثابت یعنی امام  
ابو حنیفہ کی اولاد میں سے تھے وہ علم کا عوڑ تھے اُن کی ذات  
بڑے ہی فرائد کا مخزن تھی۔ اس بقعہ کی تاریخ کی  
بابت فیضی نے عقل سے سوال کیا تو اس نے  
جواب دیا کہ خیر و برکت والا بقعہ۔

۹۸۳

مولانا عبدالحئی نے اپنی کتاب نزہۃ الخواطر کی چوتھی جلد میں شیخ عبدالنسی کے بارے میں اپنے  
خیالت کا اظہار کرتے ہوئے جو کچھ لکھا ہے اس کا ترجمہ یہ ہے۔

”محمد عالم شیخ عبدالنسی بن شیخ احمد بن شیخ عبدالقدوس گنگوہی ہندوستان کے علمائے  
بہائم تھے۔ جو گنگوہ میں پیدا ہوئے اور انہوں نے قرآن مجید، فقہ، عربی اور تمام علوم کی تعلیم ہندوستان

کے مختلف شہروں میں حاصل کی۔ پھر حرمین شریفین گئے اور وہاں شیخ شہاب الدین احمد بن محمد البیہقی الہکی اور دوسرے محدثین سے حدیث کی سماعت کی اور ایک طویل عرصے تک وہاں کے شیوخ کی خدمت میں رہے۔ پھر وطن واپس آنے کے بعد بھی کئی مرتبہ حجاز گئے اور وہاں ایک طویل عرصہ تک شیوخ کی صحبت میں رہے۔ یہاں تک کہ محدثین کے مسلک پر پختہ ہو گئے۔ پھر اپنے وطن لوٹے اور مسند سماع، وجہ، وحدۃ الوجود، اعراض اور اکثر اصول مشائخ ~~محدثین~~ اپنے گھروالوں کی مخالفت کی اور سنت خالصہ اور طریقہ سلف صالحین کی بڑے زور شور سے تبلیغ ~~کی~~ کی۔ ساتھ تائید کیا۔ اُن کے والد اور چچا اُن سے ناراض ہو گئے، یہاں تک کہ راہ حق میں انہیں طرح طرح کی تکلیفیں پہنچائیں، اور انہیں سنت کی تائید کے خلاف ڈرا یا دھمکایا گیا۔ آخر اُن کے مخالفوں نے انہیں اپنے وطن اور گھر سے نکال دیا۔“

شیخ عبدالنبی نے شریعت کی پابندی، حق پرستی اور بے باکی کا جو ثبوت دیا وہ اُن کی غیر معمولی دینی حمیت کی روشن دلیل ہے۔ کوئی ایسی بات شیخ عبدالنبی کی زندگی میں نہیں پائی جاتی جو شرعی نقطہ نظر سے قابلِ مواخذہ ہو۔ مستند تواریخ میں شیخ عبدالنبی کے حالاتِ زندگی کے مطالعہ سے تو پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے اپنے فیضِ صحبت سے اکبر کے جذبہٴ دینی کو جیلد کیا اور اس کی بے راہ روی پر ہمیشہ اُسے ٹوکا۔ اور اس وقت جب کہ دوسرے علماء دین کی اصل روح کو دینِ اعلیٰ کے سانچوں میں ڈھال کر مریخ کرنے کی کوشش کر رہے تھے انہوں نے وقتی مصطلحوں کا ساتھ دینے کے بجائے اعلیٰ کلمۃ الحق کا راستہ اختیار کیا، اور حق کی حمایت اور باطل کی مخالفت میں اپنی جان تک قربان کر دی۔